© rasailojaraid.com

حرفِ اوّل

جہادِ کبیر

دین اسلام کی دو اہم اصطلاحات جو لفظی طور پر بھی قریب ہیں اور معنوی طور پر بھی، آج کل تمام حلقوں میں ہی بحث و گفتگو کا موضوع بنی ہوئی ہیں۔ ہر طبقۂ فکر ان اصطلاحات کو اپنے ذوق اور خواہشات کے مطابق معنی پہنانے کی سعی کرتا نظر آتا ہے۔ ان کے حقیقی معنی کیا ہیں، ظاہر ہے اس کے لیے قرآن و سنت کی اساسات کو پیش نظر رکھے بغیر کچھ بھی کہنا ناحق ہوگا۔ یہ دو اصطلاحات ہیں ''جہاد'' اور ''اجتہاد''۔

جہاد اور اجتہاد کا مادہ جہد ہے۔ عربی زبان کی درمیانی سی شد بد رکھنے والا شخص ان دو ابواب (مفاعلہ اور افتعال) کی مشترک اور متنوع خاصیات کے اعتبار سے ان الفاظ میں پائے جانے والے معنوی اشتراک اور اختلاف کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

جہاد کے معنی میں کسی قوت کے مقابلہ میں کوشش اور محنت کرنا نمایاں ہے۔ یہ قرآن کی وہ اصطلاح ہے جس کی اہمیت اور ضرورت پر خود بیشتر قرآن ہی دلیل ہے۔ یہ وہ تصوّرِ حیات اور جذبہ عمل ہے جسے حیاتِ جاودانی کا باعث اور اللہ کی رضا و خوشنودی کا ضامن بتایا گیا ہے۔ کبھی یہ لفظ بغیر کسی صلہ اور اضافت کے لایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ زندگی کا وہ لائحہ عمل قرار پاتا ہے جو انسان کو افراط و تفریط سے محفوظ رکھتے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کا ذریعہ ہے۔ ''عَلٰی'' کے صلہ سے کشمکش اور محنت کی بنیاد کی وضاحت ہوتی ہے ﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾۔ ''فِیْ'' کے صلہ کے ساتھ اس لفظ کا استعمال محنت اور جِدّ و جُہد کی غایت اور مقصد کو بیان کرتا ہے ﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾۔ ''ل'' کا صلہ انسانی کاوش کی افادیت کے اُس پہلو کو مبرہن کرتا ہے جس کا اصل حاصل خود اُس کا اپنا ذاتی نفع ہے ﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ﴾۔ ''بِ'' کے اضافے سے اللہ کے راستے میں کی جانے والی محنت کے ذرائع اور وسائل کو نمایاں کیا گیا ہے: ﴿اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ اور ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾۔ ''مع'' کا اضافہ اُن مخالف قوتوں کو بیان کرتا ہے جنہیں زیر کرنے اور جنہیں اللہ کے حکم کے تابع کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہی مفہوم بعض دفعہ بغیر کسی صلہ کے، کوئی مفعول بہ لا کر بھی پیدا کیا جاتا ہے: ((اَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ......))۔

ان چند مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ''جہاد'' ایک ایسی دینی اصطلاح ہے جس کے ہر ہر پہلو کو ایسی صراحت کے ساتھ کھول دیا گیا ہے کہ طالع آزماؤں کے لیے کم ہی گنجائش چھوڑی گئی ہے۔ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے باوجود بعض کوتاہ بین اس جامع اصطلاح کو محدود اور مقید کرنے کے درپے ہیں۔ جہاد کو ''قتال'' کے مستقل معنی پہنانا ڈھٹائی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

جہاد کی جتنی بھی اقسام قرآن وسنت میں بیان ہوتی ہیں' اُن میں سے ایک مخصوص قسم کو ''جہادِ کبیر'' قرار دیا گیا ہے' یعنی بڑا اور عظیم جہاد ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾۔ یہ خطاب خود شارع کا عطا کردہ ہے' کسی دوسرے کا نہیں۔ یہ جہاد قرآن کے علم و حکمت کی بنیاد پر اتمامِ حجت اور شہادت علی النّاس کی مساعی سے عبارت ہے۔ کیسی بدقسمتی ہے کہ جہاد کی عسکری تعبیرات کے غلغلوں میں جہادِ کبیر کی اہمیت اور حیثیت بالکل ہی دب کر رہ گئی ہے۔ آج جب کہ فتنوں کا دور دورہ ہے' قتال فی سبیل اللہ کی اصل ذمہ دار قوتیں' یعنی ریاست وحکومت باطل کے سامنے سرنگوں ہیں..... ' نصبِ امامت کی کوئی منظم جدّوجہد بھی اُس حتمی مرحلے میں داخل ہوتی نظر نہیں آتی کہ ملکِ عزیز میں قوت کے استعمال کی ناگزیریت پر دلیل قائم کی جاسکے ... اور نہ ہی دینی' معاشرتی' عدالتی اور سیاسی حالات اُن معیارات پر ہیں کہ مجرد کافر و ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج پر حق پرست اہل علم کا اتفاق ہو سکے ... نتیجتاً غیر منظم اور غیر مستعد گروہوں نے اس عظیم ''خدمت'' کو خود اپنے سر لے لیا ہے اور تیر بے ہدف کی مانند انتشار وافتراق کا باعث بن رہے ہیں' اور اغیار واعداء اپنے مذموم سیاسی مقاصد کے لیے عسکریت پسندی کے آزادانہ رجحانات کو خوب خوب استعمال کر رہے ہیں۔ کیا حق پرست اہل علم کو جہادِ کبیر کی جانب توجہ کرنے کے لیے زیادہ بڑے حادثوں کا انتظار ہے؟

قرآن کی اصطلاح میں جہادِ کبیر اصلاً ''جہاد بالقرآن'' ہے۔ قرآن صرف نظری طور پر ہی سرچشمۂ ہدایت نہیں ہے۔ یہ عقائد کی اصلاح کرتا ہے..... اُن معیارات پر جو خود خدا کے مقرر کردہ ہیں.....' اخلاق کی تطہیر کرتا ہے..... اُن زاویوں سے جو نبی ﷺ کی سنّت وسیرت سے مستنبط ہیں..... اور نظریات کی صفائی کرتا ہے..... ایسے کہ عمل خود بخود صلاحت کے سانچے میں ڈھل جائے۔ ان مراحل کو سر کیے بغیر یا کم از کم ان محاذوں پر عَلمِ جہاد سربلند کیے بغیر محض سیاسی وعسکری جدوجہد سے زیادہ سے زیادہ کیا حاصل کیا جاسکتا ہے! جہاد کا یہی وہ درجہ ہے جو دین کی دوسری اہم اصطلاح یعنی ''اجتہاد'' کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ اجتہاد اُس مربوط علمی کاوش اور ذہنی وفکری عرق ریزی کو کہتے ہیں جسے بدلتے حالات میں نئے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لیے مصادرِ شریعت کی رہنمائی میں اہل علم سرانجام دیتے ہیں۔ ایک ترقی اور ارتقاء پذیر معاشرے کی ضرورت ہے کہ اُس میں علم وآگہی کے ذرائع و وسائل بھی ترقی پائیں۔ دین اسلام کی تعلیمات ہر دور اور ہر معاشرے کی اصلاح اور ترقی کی ضامن ہیں۔ قرآن کے الفاظ غیر مبدل ہیں۔ سنت و حدیث کی حجیت لازوال ہے۔ علم کے اس اتھاہ سمندر سے موتی بہرصورت نکالتے رہنا ہوگا اور ظلم و جہالت کی تاریکیوں کو وحیٔ آسمانی کے نور سے مٹاتے رہنا ہوگا' کہ یہی اس ''خیرِ اُمّت'' کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ شرط بس ایک ہی ہے..... جہادِ کبیر!○○

© rasailojaraid.com